افروز احمد بساطی*
ارشید احمد شیخ**

ماحول کے تحفظ میں مسلم خواتین کا کردار

خالق کائنات نے اس دنیا کو انتہائی خوبصورت اور منظم انداز میں تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو تخلیق کرنے کے بعد اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، بلکہ اسے مخصوص اصول و ضوابط کے تحت منظم کیا، جنہیں اللہ کے سوا کوئی تبدیل یا ختم نہیں کر سکتا۔ انسانی تخلیق کے ذریعے دنیا کی خوبصورتی اور رونق کو مزید بڑھایا گیا۔ دنیا کی ہر شے میں توازن قائم کیا گیا ہے، اور اس توازن کا بگاڑ دنیا میں انتشار اور تباہی کا سبب بن سکتا ہے، جس کے منفی اثرات پوری کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات کی بقا کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ اس توازن کو برقرار رکھنے کے لیے خالق کائنات نے ہر دور اور زمانے میں انسانوں کو اپنے رسولوں کے ذریعہ متنبہ کیا ہے اور انسانوں کو زندگی کے ہر موڑ پر معتدل اور درمیانی راستہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ مگر انسانوں نے ہمیشہ کی طرح احکام الٰہی کو نظر انداز کیا اور اپنے مفادات کے لیے سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ لہٰذا یہ توازن از خود متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس کے بگاڑ کی کئی وجوہات ہیں، جن میں اہم ترین وجہ انسانی خود غرضی اور قدرتی وسائل کا بے جا استعمال ہے۔ اس بات کی وضاحت قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ"[1] [خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب۔]

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج انسانیت کو درپیش بیشتر مسائل خود انسان کے پیدا کردہ ہیں۔ ان مسائل میں ماحولیاتی بحران ایک پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے، جو پوری دنیا میں ہر قوم، نسل، مذہب، زبان، اور خطے کے لوگوں کو یکساں طور پر متاثر کر رہا ہے۔

ماحولیاتی بحران کی تفہیم سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ "ماحول" سے کیا مراد ہے۔ اصطلاحی طور پر ماحول کسی جاندار کے گرد موجود طبیعیاتی، کیمیائی، اور حیاتیاتی عوامل اور اشیاء کو کہا جاتا ہے جو اس پر اثر انداز ہوتی ہیں۔[2] اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ ماحول میں وہ تمام عناصر شامل ہیں جو انسان کے اردگرد موجود ہیں، جیسے درخت، حیوانات، نباتات، پانی، ہوا، درجہ حرارت، مٹی، اور پتھر۔ جب تک انسانوں کا تعلق ماحول کے ساتھ محافظانہ اور غیر تخریبی رہے گا تب تک پوری دنیا مخلوقات کے لیے سکون اور چین کا گھر رہے گا۔ انسان کا تعلق ماحول سے معتدل اور منصفانہ ہونا چاہیے یعنی اسے ماحول سے صرف اتنا ہی فائدہ اٹھانا چاہیے

* ایسوسیٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اونتی پورہ (کشمیر) ---- ای میل: afrozdaniya@gmail.com

** ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اونتی پورہ (کشمیر) ---- ای میل: arshidijt84@gmail.com

جتنا اسے زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہوگا اور اسراف سے باز رہنا چاہیے۔ جب تک انسان میں یہ معتدل رویہ برقرار رہتا ہے، تب تک ماحول نہ صرف جانداروں کے لیے بلکہ پورے عالم کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے توازن میں خلل واقع ہوتا ہے، تو یہ تمام جانداروں اور کائنات کے لیے نقصان دہ بن جاتا ہے۔

اب ماحولیاتی بحران کی تفہیم کی طرف چلتے ہے:

ماحولیاتی بحران دراصل ماحولیاتی نظام میں اس بگاڑ کا نتیجہ ہے جو موسمی تغیرات، جغرافیائی تبدیلیوں، ماحولیاتی آلودگی میں اضافے، اور حیاتیاتی توازن کے فقدان جیسے مسائل کی صورت میں نمایاں ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان قدرتی آفات کی شدت میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے جنھیں ماضی قریب میں قابلِ کنٹرول سمجھا جاتا تھا، یا جن کے اثرات انسانی زندگی پر معمولی سمجھے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر، سیلاب، قحط، زلزلے، طوفانی بگولے، اور درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ۔ ان خطرات سے نمٹنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی گئیں، جنھیں فطرت کے خلاف دفاعی حکمت عملی قرار دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً دریاؤں پر بند باندھ کر سیلاب کو روکنا اور قحط کے دوران آبپاشی کے لیے پانی کا استعمال؛ زلزلوں کے اثرات کم کرنے کے لیے مخصوص مکانات کی تعمیر اور گرمی کے اثرات سے بچنے کے لیے ایئر کنڈیشنر اور ریفریجریشن پر انحصار۔ ان تدابیر سے وقتی اور جزوی مسائل کا حل تو نکل آیا، لیکن صنعتی ترقی اور تیز رفتار ماحولیاتی تبدیلیوں نے عالمی سطح پر ایک ہمہ گیر بحران کو جنم دیا، جو اپنی نوعیت میں انتہائی شدید اور غیر معمولی ہے۔ اس ماحولیاتی بحران نے نہ صرف تکنیکی ترقی کے تسلسل کو خطرے میں ڈال دیا ہے بلکہ زمین پر زندگی کے تسلسل کو بھی ایک بنیادی چیلنج بنا دیا ہے۔

یہ مسئلہ انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسی ترقی اور سائنسی کامیابیوں کے لیے ایک غیر معمولی وارننگ کے طور پر سامنے آیا ہے، جو بظاہر انسانی اختراعات کے عروج کو ظاہر کرتی تھیں، لیکن درحقیقت قدرتی قوانین کے خلاف بغاوت کا نتیجہ تھیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فطرت، جس پر انسان نے برتری جتانے کی کوشش کی تھی، اب اسی کے خلاف سخت رویہ اختیار کر چکی ہے۔ یہ بحران ایک طرف قدرت کا انتباہ ہے، اور دوسری طرف انسانیت کے لیے غور و فکر اور عمل کی آخری مہلت بھی۔ اس مسئلے کو شطرنج کے ایک ایسے کھیل سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، جس کی بساط انسان نے فطرت کے خلاف بچھائی تھی، لیکن اب ہر چال خود انسان کے نقصان میں جا رہی ہے، اور فطرت کے خلاف اس کھیل کی شکست یقینی دکھائی دے رہی ہے۔

ماحولیاتی بحران کی وجہ سے اس وقت دنیا کی صورت حال کچھ ایسی ہے کہ جسے سن کر انسان کی نیند اڑ جاتی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق، ہر سال دنیا بھر میں دو ارب ٹن سے زائد بلدیاتی ٹھوس کچرا (Municipal MSW -Solid Waste) پیدا ہوتا ہے۔ اگر اسے معیاری شپنگ کنٹینرز میں بھر کر زمین کے خط استوا کے گرد رکھا جائے تو یہ ۲۵ مرتبہ زمین کے گرد چکر لگائے گا، یا چاند تک اور وہاں سے واپس آنے کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگا۔ سال ۲۰۲۰ء میں، عالمی سطح پر بلدیاتی ٹھوس کچرے کی پیداوار کا تخمینہ 2.1 ارب ٹن سالانہ تھا۔ معاشی اور آبادیاتی ترقی کے امتزاج کے باعث پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو ۲۰۵۰ء تک یہ مقدار ۵۶ فیصد اضافے کے ساتھ 3.8 ارب ٹن تک پہنچ جائے گی۔ غیر محتاط طریقے سے کچرے کو ٹھکانے لگانے کے عمل سے خطرناک

کیمیکل زمین، آبی ذخائر، اور ہوا میں شامل ہو سکتے ہیں، جس کے نتیجے میں طویل مدتی اور ممکنہ طور پر ناقابل واپسی نقصان مقامی نباتات وحیوانات کو پہنچتا ہے۔ یہ حیاتیاتی تنوع (biodiversity) پر منفی اثرات ڈالنے کے ساتھ ساتھ پورے ماحولیاتی نظام کو نقصان پہنچاتا ہے اور انسانی خوراکی زنجیر میں شامل ہو سکتا ہے۔ تخمیناً ۹۰ فیصد حیاتیاتی تنوع کے نقصان کی وجہ زمین کے استعمال میں تبدیلی اور وسائل کے غیر مستحکم استعمال سے وابستہ ہے۔ مزید برآں، غیر منظم کچرے سے پیدا ہونے والی بیماریوں، جیسے ڈائریا، ملیریا، دل کے امراض اور کینسر، کے نتیجے میں ہر سال چار لاکھ سے ایک ملین افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔۴ اسی طرح فضائی آلودگی پر اس عالمی ادارے کے تاثرات یوں ہے: فضائی آلودگی کا مسئلہ ایک وسیع تناظر میں مختلف جغرافیائی اور زمانی پیمانوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ افراد اور اداروں کے تناظر میں بھی شامل ہے۔ عالمی سطح پر، ہر سال ۷۰ لاکھ افراد فضائی آلودگی کے باعث ہلاک ہوتے ہیں، جن میں سے ۶۵۰۰۰۰ بچے شامل ہیں۔ فضائی آلودگی نہ صرف انسانی صحت کو متاثر کرتی ہے بلکہ ماحولیاتی نظام اور خوراک کی پیداوار پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔۵ اسی طرح، ہر روز، تقریباً ۲۰۰۰ کچرا ٹرک کے برابر پلاسٹک دنیا کے سمندروں، دریاؤں اور جھیلوں میں پھینکا جاتا ہے۔ پلاسٹک کی آلودگی ایک عالمی مسئلہ ہے۔ ہر سال 1.9 سے 2.3 کروڑ ٹن پلاسٹک کا فضلہ آبی نظام میں داخل ہو کر جھیلوں، دریاؤں اور سمندروں کو آلودہ کرتا ہے۔ پلاسٹک کی آلودگی قدرتی مسکن اور ماحولیاتی عمل کو بدل سکتی ہے، جس سے ماحولیاتی نظام کی موسمیاتی تبدیلیوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ لاکھوں افراد کے روزگار، خوراک کی پیداوار اور سماجی بہبود پر براہ راست منفی اثر ڈال رہا ہے۔۶

اسی طرح، حیاتیاتی تنوع کے نقصان پر اسی عالمی ادارے کی رپورٹ کے مطابق، تقریباً ۱۰ لاکھ جانوروں اور پودوں کی اقسام اب معدومی کے خطرے سے دوچار ہیں، جن میں سے بہت سی آئندہ چند دہائیوں میں ناپید ہو سکتی ہیں، جو انسانی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ زمین پر موجود بڑے قدرتی مسکن میں مقامی اقسام (native species) کی اوسط تعداد ۱۹۰۰ کے بعد سے کم از کم ۲۰ فیصد تک کم ہو چکی ہے۔ ۴۰ فیصد سے زائد ایمفیبینز (amphibians)، تقریباً ۳۳ فیصد مونگے کی چٹان بنانے والے مرجان (corals)، اور ایک تہائی سے زیادہ سمندری ممالیہ جانور (marine mammals) معدومی کے خطرے سے دوچار ہیں۔ حشرات (insects) کے بارے میں صورتحال غیر واضح ہے، لیکن دستیاب شواہد کے مطابق ۱۰ فیصد اقسام کو خطرہ لاحق ہے۔ ۱۶ویں صدی سے اب تک کم از کم ۶۸۰ فقاری جاندار (vertebrate species) ناپید ہو چکے ہیں، جب کہ ۲۰۱۶ء تک خوراک اور زراعت میں استعمال ہونے والے ممالیہ جانوروں (mammals) کی ۹ فیصد سے زیادہ گھریلو اقسام (domesticated breeds) معدوم ہو چکی تھیں، اور مزید ۱۰۰۰ اقسام اب بھی خطرے میں ہیں۔ یہ حیاتیاتی تنوع کے نقصان کی بنیادی وجہ اب بھی انسانوں کی زمین کے استعمال کی نوعیت ہے، جو بنیادی طور پر خوراک کی پیداوار کے لیے ہے۔ انسانی سرگرمیوں نے اب تک ۷۰ فیصد سے زیادہ برف سے آزاد زمین کو تبدیل کر دیا ہے۔ جب زمین کو زراعت کے لیے تبدیل کیا جاتا ہے تو کچھ جانوروں اور پودوں کی اقسام اپنے مسکن سے محروم ہو سکتی

ہیں اور معدومی کا شکار ہو سکتی ہیں۔ تاہم، موسمیاتی تبدیلی حیاتیاتی تنوع کی کمی میں ایک تیزی سے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ موسمیاتی تبدیلی نے دنیا بھر میں سمندری، زمینی، اور میٹھے پانی کے ماحولیاتی نظام کو بدل دیا ہے۔ اس نے مقامی انواع کے نقصان، بیماریوں میں اضافے، اور پودوں اور جانوروں کی بڑے پیمانے پر اموات کا سبب بنایا ہے، جس کے نتیجے میں پہلی بار موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے معدومیت کے واقعات پیش آئے ہیں۔[۸]

ماحولیاتی بحران عصر حاضر میں انسانیت کے سب سے بڑے مسائل میں شمار کیا جاتا ہے، اور اس حقیقت پر عالمی سطح پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ اس مسئلے کے دیرپا حل کے لیے عالمی ادارے، مختلف حکومتیں، اور غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) اپنی اپنی سطح پر کام کر رہی ہیں اور مختلف اقدامات کر رہی ہیں۔ مگر یہ سب اقدامات ناکافی ہے۔ کیونکہ ہم اس چیز سے اب بخوبی واقف ہے کہ ماحولیاتی بحران نے سب مخلوقات کو متاثر کیا ہے اور مسلسل کر رہا ہے۔ لہٰذا کچھ انسانوں کی کوششیں اس سیلاب کو روکنے کے لیے کافی نہیں ہوں گی۔ ماحولیاتی بحران کو برپا کرنے والے لگ بھگ سبھی انسان ہی ہے خواہ وہ کسی بھی قوم، نسل، مذہب، زبان، جنس اور خطے سے تعلق رکھتے ہو۔ اگر پوری انسانیت اس پیچیدہ مسئلے سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے تو سب انسانوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، عربی ہوں یا عجمی، گورے ہوں یا کالے، امیر ہوں یا غریب، حاکم ہوں یا محکوم وغیرہ، کو اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے دائرے کار میں اس بحران سے نکلنے کی انتھک کوششیں کرنی ہوں گئیں۔ اس مقالے میں ہم صرف ماحول کے تحفظ میں مسلمان خواتین کے رول اور ان کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

عورتیں معاشرے کا آدھا حصہ ہے۔ معاشرے کی فلاح و بہبود کے دارومدار میں ان کا کلیدی رول روز اول سے ہی رہا ہے۔ جب تک یہ طبقہ سوسائٹی اور معاشرے کے لیے مثبت اور تعمیری کردار ادا کرے گا تب تک وہ سوسائٹی اور معاشرہ پوری انسانیت، بلکہ سارے جانداروں کے لیے سکون اور چین کا گھر ہوگا۔ اگر اس طبقہ نے سوسائٹی اور معاشرے کی تعمیر کے بجائے اس کی تخریب کو اپنا ہدف بنایا تو وہ معاشرہ پوری انسانیت، بلکہ سارے جانداروں کے لیے دنیا میں ہی جہنم بن جائے گا۔ عورتوں میں بھی مسلمان خواتین کو خصوصاً معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا ورنہ انہیں اللہ کے سامنے مجرم بن کر کھڑا ہونا پڑے گا کیونکہ ان میں اور عام خواتین میں فرق ہونا چاہیے۔ وہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام اور ہدایات موجود ہیں جن سے معاشرے کی دیگر خواتین ابھی محروم ہیں۔ اس ضمن میں قرآن حکیم کا واضح فرمان ہے:

وَ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۚ وَ إِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ[۹]

[وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا، اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔]

اس آیت پر سید مودودیؒ کی تشریح کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے انسان، خواہ مرد ہو یا عورت، کو زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو اپنی بعض مملوکات کی امانت سونپی ہے اور ان پر تصرف کے

اختیارات دیے ہیں۔ انسانوں کے درمیان مراتب کا فرق بھی اللہ کی جانب سے مقرر ہے۔ کسی کو زیادہ اختیارات اور وسائل دیے گئے ہیں تو کسی کو کم، اور بعض انسانوں کو دوسروں کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔ یہ سب دراصل ایک امتحان کا حصہ ہے، کیونکہ پوری زندگی ایک آزمائش ہے۔ اس امتحان کا مقصد یہ جانچنا ہے کہ انسان نے خدا کی دی ہوئی امانتوں میں کس حد تک ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، اپنے فرائض کو کس حد تک سمجھا اور ادا کیا، اور اپنی قابلیت یا نااہلی کا کیا ثبوت دیا۔ اسی امتحان کے نتائج پر آخرت میں انسان کے درجے کا تعین ہوگا۔[۱۰]

مسلمان خواتین کا بنیادی کردار ان کے گھر اور اس کی تنظیم و انتظام سے شروع ہوتا ہے، کیونکہ اسلام نے مرد و عورت کے کاموں کی فطری تقسیم کی ہے، جہاں مرد کو بیرونی اور عورت کو گھریلو ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ تاہم، خواتین گھریلو ذمہ داریوں کی تکمیل کے بعد شرعی حدود میں رہتے ہوئے بیرون خانہ فرائض بھی انجام دے سکتی ہیں۔ مردوں کی طرح، اسلام نے خواتین کو بھی جسمانی اور ماحولیاتی پاکیزگی کی خصوصی تاکید کی ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ [۱۱][اور اپنے کپڑے پاک رکھو]۔ حدیث نبویؐ میں بھی فرمایا گیا ہے کہ: الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ [۱۲][صفائی نصف ایمان ہے۔] یہ احکامات خواتین کو جسم، لباس اور ماحول کی صفائی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں تاکہ بیماریوں اور آلودگی سے بچا جا سکے۔ خواتین، گھریلو نظام کی ذمہ دار ہونے کے ناطے، وسائل کے محتاط استعمال کو یقینی بنائیں اور فضول خرچی سے اجتناب کریں، کیونکہ ضرورت سے زیادہ کھانے پینے کی اشیاء لانا اور خراب ہونے کے بعد اسے کسی بھی جگہ ڈالنا ماحولیاتی بحران کا موجب بنتا ہے۔ اسی حوالے سے ہندستان کے ایک نامور محقق سید سعادت اللہ حسینی رقم طراز ہیں:

"گھر کی اشیاء کی بھرپور حفاظت کی جائے۔ اگر آپ دولت مند ہوں تب بھی ایک چھوٹی سی چیز کا نقصان ماحولیات کا نقصان ہے، قوم وملت کی معیشت کا نقصان ہے، اس لیے اس کے سلسلہ میں حساس رہیں۔ جو اشیاء پرانی ہو جائیں چاہے وہ مصنوعات ہوں، کپڑے ہوں یا کوئی اور شئے انہیں نہ تو کچرے کی ٹوکری میں پھینکیں اور نہ گھر میں غیر مستعمل پڑی رہنے دیں۔ یا تو اسے ردی میں فروخت کر دیں یا کسی غریب کو استعمال کے لیے دے دیں۔ اس بات کو شدت سے یقینی بنایا جائے کہ پکا ہوا کھانا کسی صورت نہ تو سڑے اور نہ ضائع ہو۔ اول تو یہ احتیاط کی جائے کہ کھانا کم بنے۔ اگر برابر ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ تھوڑا سا کم ہو جائے تو کم کھانا دینی اعتبار سے بھی فائدہ مند ہے اور صحت کے اعتبار سے بھی۔ اگر بچ ہی جائے اور دوبارہ استعمال ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تھوڑی سی زحمت اٹھا کر کسی غریب کو دے آئیں۔ آخری صورت میں کم سے کم یہ کوشش ہو کہ کوئی انسان استعمال نہیں کر سکتا تو کوئی جانور ہی کھانا استعمال کر لے"۔[۱۳]

پانی زمین پر زندگی کی بقا کے لیے ناگزیر نعمت ہے، جیسا کہ قرآن نے زندگی کی ابتدا پانی سے جوڑی ہے۔ نباتات اور جانداروں کا بڑا حصہ پانی پر مشتمل ہے، جبکہ یہ زمین کے درجہ حرارت کو قابو میں رکھنے، فضلہ صاف کرنے، اور تحلیل جیسے حیاتیاتی عوامل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ دنیا کا ۷۳ فیصد حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے، صرف ۲۵ فیصد پانی انسان اور دیگر مخلوقات کے لیے قابل استعمال ہے۔ بارش کے نظام کی خرابی اور پانی کی آلودگی

عالمی مسئلہ بنتے جارہے ہیں، اور ماہرین کے مطابق، مستقبل میں پانی کے وسائل پر تنازعات کا اندیشہ ہے۔ ۲۰۵۰ء تک پانی کا بڑا حصہ آلودہ ہوسکتا ہے، اور اربوں افراد پینے کے صاف پانی سے محروم ہوسکتے ہیں۔ غیر محفوظ پانی سے وابستہ بیماریوں کی شرح ۸۸ فیصد تک ہے، جو خاص طور پر غریب اور پسماندہ طبقات کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے۔[۱۴] قرآن مجید میں کھانے پینے کی اشیاء کے احتیاط سے استعمال اور اسراف سے اجتناب پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ آیت "كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" [۱۵] [کھاؤ، پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو] میں واضح کیا گیا ہے۔ اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ کھانے پینے کی طرح پانی کے استعمال میں بھی احتیاط برتنا ضروری ہے۔ مسلمان خواتین کو خاص طور پر گھریلو امور میں پانی کے ضیاع سے بچنا چاہیے، مثلاً کپڑے دھوتے نل کھلا چھوڑنے جیسی عادات سے گریز کرنا چاہیے تاکہ پانی جیسی اہم نعمت کا تحفظ کیا جاسکے۔

اسی طرح راستوں پر یا سایہ دار درختوں کے نیچے یا ندیوں، چشموں، اور دیگر آبی ذخائر میں پیشاب، پاخانہ اور دیگر گندگی ڈالنے سے مسلمان خواتین کو اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام نے ان چیزوں سے مسلمانوں کو منع کیا ہے جیسے: ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لعنت کا باعث بننے والی دو چیزوں سے بچو۔‘‘ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ لعنت کا سبب بننے والی دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جو لوگوں کی راہ گزر یا اُن کے سائے کی جگہ میں بول و براز کرتا ہے‘‘۔[۱۶] اسی طرح جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔[۱۷] مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان احادیث میں تاکید کی گئی ہے کہ راستوں پر یا سایہ دار درختوں کے نیچے یا ندیوں، چشموں، اور دیگر آبی ذخائر میں ہر کسی قسم کی گندگی ڈالنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ پیشاب اور پاخانہ بھی ناپاکی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے گردو پیش کا ماحول بھی صاف رہے گا اور اس کسی کو تکلیف بھی نہیں پہنچے گی۔ آج کل تو اہتمام کے ساتھ راستوں پر یا سایہ دار درختوں کے نیچے یا ندیوں، چشموں، اور دیگر آبی ذخائر میں پیشاب، پاخانہ اور دیگر گندگی ڈالنے کا کام خواتین ہی انجام دیتی ہے۔ لہٰذا مسلمان خواتین پر ذمہ داریوں کا بوجھ اور بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ صرف ان کا ماحول کی حفاظت کرنا کافی نہیں ہوگا بلکہ انہیں دوسری خواتین جن سے ان کا واسطہ ہو اور خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں، کو بھی ماحول کی حفاظت پر قائل کرنا ہوگا اپنی زبان سے بھی اور اپنے ماحول دوست کردار سے بھی۔ واضح رہے ماحول کی حفاظت دین اسلام کا حصہ ہے اور اس کی پاسداری ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس ضمن میں سید سعادت اللہ حسینی رقم طراز ہے: صفائی نصف ایمان ہے اور اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ ہمارا گھر، رہنے سہنے کا ماحول، جسم، لباس، اور اردگرد کا علاقہ پاکیزہ ہو۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کی شناخت گندگی اور بے ترتیبی سے جڑتی جارہی ہے۔ گندے محلے مسلمانوں کے محلے کہلاتے ہیں، اور مساجد کے طہارت خانے بھی بدبو اور گندگی کا شکار ہیں۔ عوامی مقامات پر کچرا پھینکنا، پانی اور ہوا کو آلودہ کرنا، راستوں پر تھوکنا، اور کھلی جگہوں پر رفع حاجت جیسی غیر ذمہ دارانہ عادات نہ صرف گناہ ہیں بلکہ حقوق العباد کی خلاف ورزی بھی ہیں، جس سے نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ نسلوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات راستوں، سایہ دار مقامات، اور پانی کے ذخائر کو صاف رکھنے کی تاکید کرتی

ہیں، کیونکہ یہ اعمال نہ صرف ماحول کی پاکیزگی کا سبب بنتے ہیں بلکہ روحانی طور پر بھی باعث برکت ہیں۔ [۱۸]

مزید برآں، بچوں کی تعلیم و تربیت کی پہلی درسگاہ ان کی ماں کی گود ہوتی ہے، جہاں سے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر آداب اور تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس حوالے سے مسلمان خواتین کو اپنی ذمہ داریوں کا ادراک ہونا چاہیے، کیونکہ اسلام نے عورتوں کو ان کے گھر اور اولاد کا ذمہ دار اور نگران ٹھہرایا ہے اور آخرت میں ان سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس لیے خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھائیں اور اپنی اولاد کی کثیر جہتی (multi-dimensional) تربیت پر توجہ دیں۔ بچوں میں بچپن سے ہی اچھے عادات، آداب، اور مثبت سوچ پروان چڑھانی چاہیے، خواہ ان کا تعلق کھانے پینے، صفائی ستھرائی، تہذیب، بات چیت، لباس، نشست و برخاست، یا سونے جاگنے سے ہو۔ اسی طرح، دینی و دنیوی تعلیم کا شعور دینا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ مزید برآں، بچوں کی ماحولیاتی شعور پر مبنی تربیت ضروری ہے تاکہ وہ ماحول کے محافظ بن سکیں۔ انہیں ماحولیاتی بحران کے اسباب، نتائج، اور اس کے حل کے لیے اختیار کی جانے والی تدابیر سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ ماحول کے تحفظ میں مؤثر کردار ادا کر سکیں اور معاشرے کی تعمیر میں حصہ ڈال سکیں۔ اس طرح مسلمان خواتین ماحول دوست نسل کی تربیت کر سکتی ہیں جو انسانیت کو ماحولیاتی بحران سے نجات دلانے میں مددگار ہو۔ واضح طور پر، مردوں کی نسبت خواتین کا کردار ماحول کے تحفظ میں زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ان پر عمل کریں، کیونکہ جیسا کہ کہا جاتا ہے، مرد کی تعلیم فرد کی تعلیم ہے اور عورت کی تعلیم پورے گھر کی تعلیم۔

ماحول کی تباہی کا ایک بڑا سبب درختوں کی بے دریغ کٹائی ہے، حالانکہ ماحول کو صاف ستھرا رکھنے اور موسم کو خوشگوار بنانے کے لیے درختوں کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔ لیکن آج کے دور میں لوگ درخت لگانے کے بجائے انہیں کاٹنے میں زیادہ مصروف نظر آتے ہیں۔ اس تناظر میں یہ مسلمانوں، خواہ مرد ہوں یا عورتیں، کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں کیونکہ انسانوں کے ساتھ ساتھ تمام جانداروں کی بقا درختوں کی حفاظت اور شجرکاری سے وابستہ ہے۔ اسلام نے بھی اس عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور حتیٰ کہ حالت جنگ میں بھی درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت دی ہے کہ درختوں کو بے جا نہ جلایا جائے، نہ کاٹا جائے اور نہ ہی جگہ جگہ کچرا پھیلایا جائے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں شجرکاری کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔ [۱۹] جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک انصاری صحابیہ، ام مبشر رضی اللہ عنہا، کے کھجور کے باغ کا دورہ کیا اور ان سے دریافت فرمایا: ''یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے ہیں؟ کیا وہ مسلمان تھا یا غیر مسلم؟'' انہوں نے عرض کیا: ''ایک مسلمان نے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کوئی مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے اور اس کے پھل سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ لکھا جاتا ہے۔'' [۲۰] ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شجرکاری کی ہدایت نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کو بھی دی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمان عورتیں شجرکاری میں کس طرح حصہ لے سکتی ہیں۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو غیر ضروری درخت کاٹنے سے روکیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنا مال درخت خریدنے

اور لگانے پر خرچ کریں، مثلاً اپنے قریبی رشتہ داروں کو اس مقصد کے لیے مالی مدد فراہم کریں یا ماحولیاتی تحفظ کے لیے کام کرنے والی تحریکات کو مالی تعاون فراہم کریں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ شجر کاری کے کام انجام دے سکیں۔

معاشرے میں ان مسلمان خواتین کا کردار، جو دینی اور دنیوی علوم سے آراستہ ہیں اور ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں، ماحول کے تحفظ کے حوالے سے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ ان خواتین کو سب سے پہلے لوگوں کو ماحول خراب کرنے سے روکنے کے لیے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے آگاہی پیدا کرنی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے انہیں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے میڈیا کا بھرپور استعمال کرنا چاہیے، چاہے وہ پرنٹ میڈیا (print media) ہو، سوشل میڈیا (social media)، یا الیکٹرانک میڈیا (electronic media)۔ علاوہ ازیں، ان خواتین کو ماحولیات کے تحفظ کے لیے عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لیے کانفرنسز، ورکشاپس، سیمینارز اور خواتین کے لیے مخصوص عوامی اجتماعات کا انعقاد کرنا چاہیے۔ ان پروگراموں میں موضوعات جیسے "اسلام میں ماحولیات کی اہمیت"، "ماحولیاتی تحفظ کے اسلامی اصول"، "جدید ماحولیاتی بحران: اسباب اور اثرات"، اور "ماحول کے تحفظ میں عالمی اداروں کا کردار" پر تفصیل سے گفتگو ہونی چاہیے۔ اسی طرح اگر یہ خواتین کسی پیشے سے وابستہ ہوں، جیسے تدریس یا طب، تو انہیں اسلامی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے پیشے کے دائرے میں ماحولیات کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ یہ تمام اقدامات کوئی اضافی ذمہ داری نہیں بلکہ ان کا دینی فریضہ ہیں، کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر مومن مردوں اور عورتوں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ ۷۱

[مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی، یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان خواتین کو ماحولیاتی تحفظ میں نہ صرف ایک کردار ادا کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنا دینی اور سماجی فرض سمجھنا چاہیے۔ میڈیا، تعلیمی ادارے، اور عوامی اجتماعات کے ذریعے شعور اجاگر کرنا اور عملی اقدامات اٹھانا ان کے اثر و رسوخ کو مثبت سمت میں استعمال کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اس عمل کے ذریعے خواتین نہ صرف اپنی دینی ذمہ داری پوری کریں گی بلکہ ایک صاف ستھرا اور پائیدار ماحول تشکیل دینے میں بھی اہم کردار ادا کریں گی۔

اب ہم ان مسلمان خواتین کا ذکر کرتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں بطور اراکین اسمبلی اور پارلیمنٹ اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ انہیں دیگر تمام مسائل کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی بحران کے مسئلے پر بھی اپنا اہم اور مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے، انہیں اپنے ممالک میں ایسے قوانین اور پالیسیز متعارف کرانی ہوں گی جو ماحول دوست اور انسان دوست ہوں۔ ساتھ ہی، انہیں ان قوانین اور پالیسیز کی بھرپور مخالفت کرنی ہوگی جو ماحول دشمن ثابت

ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں، اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں تحفظ ماحول کے لیے خاص رقم مختص کرانے کی بھی ضرورت ہوگی تاکہ ماحولیاتی منصوبے مؤثر طریقے سے عمل میں لائے جاسکیں۔ اسی طرح، حکومتی سطح پر ہر گاؤں، محلے، اور شہر میں ماحولیاتی تحفظ کے پروگرامز منعقد کرنا لازمی ہوگا، جن میں صفائی ستھرائی اور شجرکاری جیسے اقدامات شامل ہوں۔ یہ اقدامات ماحولیاتی بحران کے حل کی جانب ایک عملی قدم ثابت ہوں گے اور عوام کو اس مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کرنے میں مددگار ہوں گے۔

آخر میں ان مسلمان خواتین کے کردار پر روشنی ڈالنا ضروری ہے جو مختلف دینی انجمنوں اور تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ ان تنظیموں میں خواتین کے لیے مردوں سے الگ ایک منظم نظام موجود ہوتا ہے، اور یہ خواتین اپنی ذمہ داریاں نہایت احسن طریقے سے نبھاتی ہیں۔ ان خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے تنظیمی مقاصد و اغراض میں ماحول کے تحفظ کے مسئلے کو شامل کریں اور اس کے لیے بھرپور کوششیں کریں۔ تنظیمی ڈھانچے میں ماحولیات کے تحفظ پر توجہ مرکوز کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، جیسا کہ جماعت اسلامی ہند نے اپنے نظام میں کیا ہے۔ ان تنظیموں میں جہاں خواتین کا شعبہ موجود نہیں، وہاں ضروری ہے کہ خواتین کے لیے ایک علیحدہ شعبہ تشکیل دیا جائے تاکہ وہ دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ ماحولیات کے تحفظ کے لیے بھی کام کر سکیں۔ اس کے علاوہ، مسلمان خواتین کو اپنے طور پر ماحولیات اور دیگر سماجی مسائل کے لیے الگ تنظیمیں قائم کرنی چاہئیں جو ان مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں، جیسا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں کئی مسلمان خواتین تنظیمیں کر رہی ہیں۔ مثلاً، ایران میں "ویمن اینڈ سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (Women and sutainable development association)" اور "ویمن اگینسٹ انوائرنمنٹل پالیوشن (Women against Enviornmental pollution)"، برطانیہ میں "گلوبل ون (Global one)"، نیویارک میں "فیتھ فل سسٹین ایبل (Faithfully Sustainable)"، اور ملیشیا میں "ماحولیات کے تحفظ کی تحریک" جیسی تنظیمیں نمایاں مثالیں ہیں۔ مزید برآں، یہ مسلمان خواتین کی تنظیمیں غیر مسلم خواتین کی انجمنوں سے اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے تعاون کر سکتی ہیں، مثلاً ماحول کے تحفظ، تعلیم کے فروغ، اور سماجی برائیوں کے خاتمے جیسے معروف کاموں میں۔ ان انجمنوں کو ماحولیاتی بیداری کی مہمات چلانی ہوں گی، شجرکاری میں حصہ لینا ہوگا، حکومت کی ماحول مخالف پالیسیوں کے خلاف پرامن احتجاج کرنا ہوگا، اور ماحول دوست اقدامات کی حمایت اور ان میں تعاون کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ، یہ تنظیمیں حکومت اور دیگر اداروں کو ماحولیات کے مسائل پر قیمتی مشورے فراہم کر سکتی ہیں۔ خاص طور پر پلاسٹک، پولیتھین وغیرہ جیسے ماحولیاتی بحران کے اہم اسباب پر قابو پانے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالیں اور ممکنہ طور پر ان کا متبادل بھی تجویز کریں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دینی انجمنوں اور تنظیموں سے وابستہ مسلمان خواتین معاشرے اور ماحولیات کے تحفظ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ان کا کردار محض تنظیمی سرگرمیوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ ماحولیاتی تحفظ کے لیے عملی اقدامات اور حکومتی پالیسی سازی میں اپنا حصہ ڈالنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ ان خواتین کی تنظیمیں اسلامی حدود میں رہتے ہوئے دیگر اداروں سے تعاون کر کے معاشرتی ترقی اور ماحولیاتی بحران کے خاتمے میں نمایاں کردار ادا کر

سکتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان خواتین معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں، اور ان کی سوچ اور کردار معاشرتی فلاح و بہبود میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر مسلمان خواتین آگے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کریں تو معاشرے میں اصلاح اور ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔ موجودہ دور میں لوگ بے شمار مسائل اور مشکلات میں مبتلا ہیں اور مسلمانوں سے امید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ انہیں ان مسائل سے نجات دلائیں گے۔ لہٰذا، مسلمان مردوں اور خواتین پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ہدایات کی روشنی میں انسانیت کی رہنمائی کریں اور ان کے دکھوں کا مداوا بنیں۔ خصوصاً موجودہ ماحولیاتی بحران، جو اب ایک جان لیوا مسئلہ بن چکا ہے، کے حل کے لیے مسلمان خواتین کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ مسلمان خواتین کو ماحول کے تحفظ کو ایک اہم دینی و اخلاقی فریضہ سمجھنا چاہیے اور اسلامی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لیے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ ماحولیاتی تحفظ کے لیے انہیں سب سے پہلے اپنے آپ سے آغاز کرنا ہوگا۔ وہ اپنے جسم، کپڑوں اور رہن سہن کو پاک صاف رکھیں، اپنے گھروں اور اردگرد کے ماحول کو گندگی اور کوڑا کرکٹ سے پاک کریں، اور کھانے پینے اور دیگر ضروری اشیاء کے استعمال میں ضیاع اور فضول خرچی سے پرہیز کریں۔ اس کے بعد، انہیں گھر سے باہر بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ وہ خواتین جو مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں، مثلاً اساتذہ، اراکین پارلیمنٹ، دینی و دنیوی علوم کی عالمات، اور تعلیمی کارکنان، سب کو اپنے اپنے دائرہ کار میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے کوششیں کرنی ہوں گی۔ الغرض مسلمان خواتین کا کردار صرف گھریلو ذمہ داریوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ انہیں معاشرتی اور ماحولیاتی اصلاح میں بھی حصہ لینا ہوگا۔ انفرادی سطح پر صفائی ستھرائی، وسائل کے مؤثر استعمال، اور فضول خرچی سے بچنے جیسے اقدامات سے آغاز کر کے وہ معاشرے میں تبدیلی لا سکتی ہیں۔ پیشہ ورانہ سطح پر ان کی خدمات اور کردار ماحولیاتی بحران کے حل کے لیے ایک مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں، اور وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مثالی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ☆

حواشی

۱۔ القرآن: ۳۰:۴۱

۲۔ احمد، سید مسعود۔ اہم عصری مسائل: تجزیہ اور حل۔ نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۲۰ء، ص: ۱۲۷

۳۔ ایضاً، ص: ۱۳۵۔۱۳۶

۴۔ UNEP Report on: Global Waste Management Outlook. 28 February 2024, pp. 9-18

۵۔ https://wesr.unep.org/article/air, Retrieved on 15/01/2025 at 3:42pm

۶۔ https://www.unep.org/plastic-pollution#:~:text=Every%20day%2c%20the%20equivalent%20of,polluting%20lakes%2C%20rivers%20and%20seas. Retrieved on 15/01/2025 at 4:30pm

۷۔ https:www.un.org/sustainabledevelopment/blog/2019/05/nature-decline-

unprecedented-report/. Retrieved on 15/01/2025 at 5:20pm

۸۔ https://www.un.org/en/climatechange/science/climate-issues/biodiversity#:~:text=The%20main%20driver%20of%20biodiversity,their%20habitat%20and%20face% 20extinction. Retrieved on 15/01/2025 at 5:20pm

۹۔ القرآن۔ ۲:۱۹۵

۱۰۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن۔ جلد اول، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن ۱۹۵۸ء، ص:۲۰۶۔۲۰۷

۱۱۔ القرآن۔ ۴۳:۷

۱۲۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکوۃ المصابیح۔ نئی دہلی: دہلی اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔ جلد اول، حدیث نمبر: ۲۸۱، ص: ۱۳۴

۱۳۔ حسینی، سید سعادت اللہ۔ خواتین میں اسلامی تحریک۔ نئی دہلی: ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس، ۲۰۲۲ء، ص: ۱۲۱

۱۴۔ Agwan, abdul Rasheed. Environmental Crisis. India: IFA Publications. 2009, p. 20

۱۵۔ القرآن۔ ۷:۳۱

۱۶۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، نئی دہلی: دہلی اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، جلد اول، حدیث نمبر: ۳۳۹، ص: ۱۳۹

۱۷۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح۔ نئی دہلی: دہلی اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔ جلد اول، حدیث نمبر: ۴۷۵، ص: ۱۷۳

۱۸۔ حسینی، سید سعادت اللہ، خواتین میں اسلامی تحریک، نئی دہلی: ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس ۲۰۲۲ء، ص: ۱۲۲۔۱۲۳

۱۹۔ Rahmani, Khalid Saifullah. Environmental Crisis. India: IFA Publications. 2009, p. 06

۲۰۔ Abu Shuqqah, Abd al-Halim. (trans.), Adil Salahi. Muslim Women's a Participation in Social Life. vol. 2, England: Kube Publishing Ltd. 2021, p. 109

۲۱۔ القرآن۔ ۹:۷۱

☆☆☆

اگر آپ کسی بھی تجارت یا تجارتی کمپنی، انڈسٹری یا کسی بھی ادارہ سے وابستہ ہیں تو
ماہنامہ رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کو اشتہار دیجیے۔ (ادارہ)

Idara-e-Tahzibul Akhlaq & Nishant, D-7, Shibli Road, AMU, Aligarh-202002 (UP)

E-mail:tahzibulakhlaq.aligarh@gmail.com / tahzibulakhlaqamu@yahoo.com